اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ "الفضل لاہور"　ٹیلیفون ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

یوم جمعۃ المبارک
یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۲ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”

جلد ۴۰/۶ | ۲۱ نبوت ۱۳۳۱ ہش | ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۷۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مُحمّد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ و مر عاجزاں را بندۂ
بادشاہ و بیکساں را چاکرے
آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

ترجمہ:- آقا ہو کر عاجزوں کی غلامی اختیار کرنے والا بادشاہ ہو کر بے کسوں کا خادم۔ جو شفقت اور محبت خلق خدا نے اس سے دیکھی ہے۔ دنیا میں کسی نے اپنی ماں کی طرف سے بھی نہیں دیکھی۔

(براہین احمدیہ)

قاہرہ کے نواحی علاقہ میں ۱۳۲ اشخاص گرفتار کر لئے گئے

قاہرہ ۲۰ نومبر۔ مصری پولیس نے آج صبح سویرے قاہرہ کی نواحی آبادی میں چھاپہ مار کر ۱۳۲ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ ان لوگوں کی سرگرمیوں سے امن عامہ کو خطرہ لاحق تھا مصر نے اعلان کیا ہے کہ اگر برطانیہ نے سوڈان اور مصر کے حالیہ معاہدہ کو رد کر دیا۔ تو پھر مصر بھی ان تمام سوڈانی پارٹیوں سے کہیگا جنہوں نے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ کہ وہ اس سلسلہ میں برطانوی تجاویز کا بائیکاٹ کر دیں۔

فرانسیسی پارلیمنٹ میں حکومت کے خلاف مذمت کی تحریک

پیرس ۲۰ نومبر:- کل رات فرانسیسی پارلیمنٹ میں ہندچینی کی جنگ کے لئے مزید رقمیں منظور کرنے یا نہ کرنے پر بحث کے دوران میں حکومت کے خلاف ۲۰۴ کے مقابلہ میں ۳۰۱ ووٹوں سے مذمت کی تحریک منظور ہو گئی۔ پارلیمنٹ میں قرار دیا گیا۔ کہ ہندچینی کی لڑائی پر مکمل بحث کے بعد مزید کوئی رقم منظور کی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ نومبر:- سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں

۱۷ نومبر:- ”تکلیف تو ہے لیکن پہلے سے افاقہ ہے“

۱۸ نومبر:- ”طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے“

۱۹ نومبر ”آج پھر بخار ہو گیا ہے“

احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا جاری رکھیں۔

[illegible] کمزوری اور سانس کی تکلیف بہت زیادہ ہے بخار ۹۹ درجہ تک جا رہا ہے۔

اگر ہندوستان متروکہ جائیداد کا قانون واپس لینے پر آمادہ ہو جائے تو پاکستان بھی اپنا قانون واپس لیگا

(ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی)

کراچی ۲۰ نومبر:- وزیر مہاجرین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے کہا ہے۔ کہ حکومت پاکستان متروکہ جائیداد کا قانون واپس لینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ ہندوستان بھی اپنا قانون واپس لینے پر آمادہ ہو۔ جلد سے جلد [illegible] انہوں نے آج پارلیمنٹ میں اس بل پر تقریر کرتے ہوئے کہا جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ حکومت انصاف کا تقاضا پورا کرنے کیلئے متروکہ جائیداد کے مقدمات کو ایک کسٹوڈین کی عدالت سے دوسری کسٹوڈین کی عدالت میں منتقل کر سکتی ہے۔ اس بل کے ضمن میں وزیر مہاجرین نے مسٹر دولتانہ کی ایک ترمیم منظور کر لی۔ ترمیم میں کہا گیا تھا۔ کہ مقدمہ ایک کسٹوڈین کی عدالت سے دوسرے کسٹوڈین کی عدالت میں منتقل کرنے سے قبل متعلقہ فریقین کو کافی عرصہ پہلے اطلاع دیجائے۔ اس ترمیم کے ساتھ بل منظور کر دیا گیا۔ بل پر بحث کے دوران میں مخالف ممبران نے مطالبہ کیا۔ کہ پاکستان میں متروکہ جائیداد کا قانون واپس لے لیا جائے۔ ان کا کہنا تھا۔ کہ اگر مقدمہ ایک کسٹوڈین کی عدالت سے دوسرے صوبہ کے کسٹوڈین کے پاس منتقل کیا گیا۔ تو اس سے دقتیں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مقدمات اسی صوبہ میں چیف کورٹ یا ہائی کورٹ میں منتقل کئے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے جواباً کہا یہ مطالبات اس تصور کے بالکل منافی ہیں جس تصور کے تحت متروکہ جائیداد کا قانون وضع کیا گیا تھا ہائیکورٹس جو پہلے ہی بہت مصروف ہیں۔ اس قسم کے مقدمات نہیں نپٹا سکیں گے۔ انہوں نے متروکہ جائیداد کے باہمی سمجھوتہ کا بھی ذکر کیا۔ اور اس ضمن میں بتایا کہ باہمی سمجھوتوں پر عمل نہ کرکے ہندوستان نے بہت سی الجھنیں پیدا کر دی ہیں ہندوستان نے کسی نہ کسی بہانے مسلمان تارکان وطن کو ان کے حقوق سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس مسئلہ کا واحد اور معقول حل یہی ہے کہ مالکوں کو اپنے طور پر جائیدادیں فروخت کرنے کی اجازت دیجائے۔ تمام خرابی اس چیز سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ ہندوستان متروکہ جائیداد کے سمجھوتوں کو ردی کا ٹکڑا سمجھتا ہے لیکن اس کے برخلاف پاکستان ان پر بدستور قائم ہے۔

سلطان مراکش اور بے آف تیونس کو چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کا خراج تحسین

یہ دونوں سلاطین اپنے ملک میں تحریک آزادی کے قائد ہونے کی وجہ سے بڑی نمایاں حیثیت کے مالک ہیں

لندن ۲۰ نومبر:- مراکش کے سلطان کی تخت نشینی کی ۲۵ ویں سالگرہ کے موقع پر پیرس میں ایک دعوت میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی تقریر سے بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس تقریر سے مراکش کی حمایت کے سلسلے میں عرب ایشیائی مندوبین کے ہاتھ کافی مضبوط ہو گئے ہیں۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے سلطان مراکش اور بے آف تیونس کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سلطان اپنے ملک میں مکمل آزادی کی تحریک کے قائد ہونے کی وجہ سے بڑی نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ اور ان کے ایسے کارنامے کی وجہ سے شمالی افریقہ میں وہ جاگیردارانہ ریشہ دوانیاں مفقود ہو چکی ہیں۔ جو سے جنگ آزادی کے راستہ میں روکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ ”

” چوہدری ظفر اللہ خان نے فرمایا۔ گزشتہ سال پیرس میں سلطان کی تقریر سن کر میں ان کا بڑا مداح بن گیا تھا۔ تمام مہمانوں نے جن میں عرب ممالک کے وزراء سے خارجہ۔ سفارتی نمائندے اور بیگم لیاقت علی خان بھی شریک تھیں۔ اس تقریر کو بہت سراہا۔ ظفر اللہ خان نے آخر میں دعا کی۔ کہ سلطان مراکش اور ان کی رعایا کو جلد ہی یہ خوش نصیبی حاصل ہو۔ کہ مراکش آزاد قوموں کی صف میں برابر کی جگہ حاصل کرے۔ اور دنیا کی ترقی کے خواہشمند لوگ بھی اس سے مسرت حاصل کریں۔

اس موقع پر سلطان نے تخت سے جو تقریر کی تھی۔ اسے بھی اقوام متحدہ میں مسئلہ مراکش کے لئے بہت حوصلہ افزاء قرار دیا گیا ہے۔ (داشار)

پاکستان میں شام کے نئے وزیر مختار

کراچی ۲۰ نومبر:- حکومت پاکستان نے شامی وزیر مختار کی حیثیت سے جواد المراتب کا تقرر منظور کر لیا ہے وہ آج کل سعودی عرب میں شام کے وزیر مختار ہیں۔

۲۱ نومبر کو نماز جمعہ کے بعد تونس اور مراکش کے مطالبہ آزادی کی حمایت میں جلسے منعقد کئے جائیں

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام جماعت ہائے احمدیہ کو ہدایت فرمائی ہے۔ کہ وہ مؤتمر عالم اسلامی کے فیصلہ کے مطابق ۲۱ نومبر کو یوم تونس و مراکش ”منائیں۔ اور اس روز نماز جمعہ کے بعد جلسے منعقد کر کے ان ہر دو ممالک کے مطالبۂ آزادی کی حمایت میں متحدہ آواز بلند کریں۔ نیز دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تونس اور مراکش کے باشندوں کو کامیابی عطا کرے اور انہیں آزادی کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے مؤتمر عالم اسلامی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۲۱ نومبر بروز جمعہ دنیا بھر میں تونس اور مراکش کا دن منایا جائے۔ جلسے منعقد کر کے وہاں کے عوام کے مطالبۂ آزادی کی متحدہ طور پر حمایت اور ان ممالک پر فرانس کے قبضہ کی مذمت کی جائے۔ تمام جماعتہائے احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے ہاں مقامی طور پر ۲۱ نومبر کو نماز جمعہ کے بعد جلسہ منعقد کر کے تونس اور مراکش کے باشندوں کے مطالبۂ آزادی کی حمایت کریں۔ اور اس ضمن میں جو قراردادیں منظور ہوں۔ ان کی نقول پریس اقوام متحدہ اور سیکرٹری مؤتمر عالم اسلامی (جی۔ پی۔ او 898) کراچی کو بھجوائیں۔ نیز کارروائی سے نظارت دعوت و تبلیغ ربوہ ضلع جھنگ کو بھی ضرور اطلاع دیں۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور سے طبع کرا کر ۵ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

قافلہ قادیان میں شمولیت کی درخواست دینے والے اصحاب فوری توجہ دیں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

جن اصحاب (مرد و زن) نے اس سال قافلہ قادیان میں شمولیت کے لئے درخواست دی ہے یا دے رہے ہیں۔ ان کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال پاسپورٹ نظام کے جاری ہو جانے کی وجہ سے قافلہ کا انتظام بہت پیچیدار اور تفصیلی صورت اختیار کر گیا ہے اور ہر درخواست کنندہ کو پاسپورٹ فارم بھرنے کے علاوہ ویزا فارم بھی بھرنی ہو گی۔ یہ فارمیں میں نے احباب کی سہولت کے لئے اپنے دفتر میں منگوا لی ہیں درخواست دینے والے بھائیوں اور بہنوں کو چاہئیے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب نمبر وار درج کر کے فوری طور پر میرے دفتر میں بھجوا دیں تا ان کی فارمیں بھری جا سکیں۔ اس میں ہرگز تساہل نہیں ہونا چاہئیے یہ خیال رہے کہ عورتوں کے متعلق ابھی تک حکومت نے اجازت نہیں دی۔ اس لئے ان کے کوائف صرف احتیاطاً منگوائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ہماری طرف سے کوشش جاری ہے۔

(۲) نیز ہر درخواست دینے والے دوست (سوائے پردہ نشین عورتوں کے) اپنے پاسپورٹ سائز کے فوٹو (یعنی ۲" × ۲ ۳/۴") سات عدد تیار کرا کے میرے دفتر میں فوراً بھجوا دیں۔ تا آخری انتخاب ہونے پر مزید توقف نہ ہو تاکید ہے۔

تفصیلی سوالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(۱) آپ شادی شدہ ہیں یا مجرد؟

(۲) شادی شدہ بیوہ یا مطلقہ عورت کی صورت میں اصل ذاتی نام کیا ہے؟

(۳) مقام و تاریخ ولادت کیا ہے۔ معین تاریخ دی جائے یا کم از کم مہینہ اور سال پیدائش نوٹ کیا جائے

(۴) قد کتنے فٹ کتنے انچ اونچا ہے؟

(۵) آنکھوں کا رنگ کیا ہے کالا یا بھورا یا نیلا؟

(۶) بالوں کا رنگ کیا ہے کالا یا بھورا یا سفید؟

(۷) خاص نشان شناخت کیا ہیں؟

(۸) عورت کی صورت میں خاوند کا نام تاریخ ولادت اور پتہ کیا ہے؟

(۹) عورت کی صورت میں خاوند (موجودہ یا سابق) کی مقام و تاریخ پیدائش کیا ہے؟

(۱۰) شہریت کیا ہے۔ (یعنی پاکستانی یا ہندوستانی یا کسی غیر ملک کی)

(۱۱) اگر آپ ہندوستان سے آئے مہاجر ہیں تو ہجرت سے پہلے آپ کی رہائش کہاں تھی اور آپ نے کس تاریخ کو ہجرت کی؟

(۱۲) کیا ہندوستان میں آپ کے خلاف کوئی مقدمہ تو دائر نہیں اگر ہے تو اس کی مختصر تفصیل دیں۔

(۱۳) کیا آپ کی کوئی جائیداد ہندوستان میں ہے اگر ہے تو کیا ہے اور کہاں؟

(۱۴) اپنے پاسپورٹ سائز کے (۲" × ۲ ۳/۴") سات عدد فوٹو میرے نام رجسٹری کر کے بھجوا دیں۔ مگر پردہ دار عورتوں کو اس کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے چھوٹے فوٹو ہر شہر میں بہت سستے بن جاتے ہیں۔ ہر فوٹو کی پشت پر اپنا نام اور ولدیت (یا زوجیت) اور پتہ نوٹ کر دیں۔ مگر ایک فوٹو کی پشت خالی چھوڑ دیں۔

لائبریریوں کی ضرورت

اس وقت لوگوں میں سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ کے لئے از حد شوق پایا جاتا ہے احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ ان کے اس شوق کو پورا کرنے کیلئے شہروں اور دیہاتوں میں لائبریریاں قائم کریں۔ خصوصاً شہروں کی جماعتوں کو فوری طور پر لائبریریاں قائم کرنی چاہئیں۔ جو جماعتیں لائبریری کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خریدیں گی انہیں خاص رعایت دی جائے گی۔ سکرٹریان مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

انچارج تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ

چندہ جلسہ سالانہ

ہمارا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۹۵۲ء کے آخری ہفتہ میں ربوہ دارالہجرت میں منعقد ہو گا۔ جلسہ سالانہ کے چندہ کو ایک لازمی چندہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی شرح ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ مقرر ہے۔ اگر یہ چندہ جلسہ سالانہ سے قبل ادا کر دیا جائے تو جلسہ سالانہ کے انتظامات سہولت سے ہو سکتے ہیں۔

جلسہ سالانہ میں اب قریباً ایک ماہ رہ گیا ہے۔ آجکل چندہ جلسہ سالانہ فراہم ہو رہا ہے۔ آپ بھی جلسہ سے قبل اپنے ذمہ کا چندہ جلسہ سالانہ ادا فرمائیں۔ تاکہ اس جلسہ سالانہ کے انعقاد میں آپ کا بھی حصہ ہو جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(نظارت بیت المال ربوہ)

مخیر احباب ربوہ کے غرباء کی مدد فرمائیں

ربوہ مرکز جماعت احمدیہ پاکستان میں کئی بیوگان، بوڑھے اور یتیم بچے ایسے رہتے ہیں جن کی آمد کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اور بعض ایسے غریب ہیں کہ باوجود کوشش کے سردی کے پارچات بنانے کی استطاعت نہیں پاتے۔ حسب گنجائش لنگر خانہ سے مستحقین کی امداد کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی ضرورت ہے کہ ان کے لئے میں حسب سابق درخواست کروں کہ صاحب توفیق اور استطاعت رکھنے والے مخیر احباب ربوہ کے غرباء کے لئے نئے یا مستعمل پارچات سے مدد فرمائیں۔

سردی کا موسم شروع ہو رہا ہے جس قدر جلد کپڑے بھجوا سکیں گے غرباء کے جلد کام آ سکیں گے۔ ورنہ جلسہ سالانہ پر ساتھ لائیں۔ اور ابھی سے اس کا بندوبست فرمائیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

سٹیج ٹکٹوں کے متعلق ضروری اعلان

احباب کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ کی سٹیج میں بہت محدود سیٹوں کی گنجائش ہوتی ہے امسال یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سٹیج ٹکٹ کے لئے جو درخواست ۱۵ دسمبر کے بعد وصول ہو گی اس کے متعلق غور نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے ایسے احباب جو کسی وجہ سے سٹیج ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ متعلقہ امراء یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ ۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے دفتر دعوۃ و تبلیغ میں اپنی درخواستیں بھجوا دیں

درخواست میں یہ بھی تحریر فرمایا جائے کہ کس بناء پر سٹیج ٹکٹ ملنا ضروری ہے۔ امراء صاحبان از خود بھی موزوں احباب کی سفارش کر سکتے ہیں۔ آخر میں اس امر کا اعادہ کرنا ضروری ہے کہ ٹکٹیں حسب گنجائش ہی جاری کی جا سکتی ہیں۔ غیر احمدی شرفاء کیلئے سٹیج کے پاس علیحدہ انتظام بھی ہے جہاں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہو گا۔ ایسی ٹکٹوں کے حصول کیلئے بھی امراء یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ ۱۵ دسمبر تک درخواستیں بھجوا دی جائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

اعلان نکاح

عزیزم مولوی عبد المنان ابن مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ساکنہ مجوکہ کا نکاح بعوض مبلغ پانچ سو روپیہ مہر عزیزہ تاج بیگم بنت مولوی عبد الکریم خانصاحب سیکرٹری مال جماعت خوشاب سے مورخہ ۱۲/۱۱/۵۲ مسجد احمدیہ محلہ اسیراں والہ میں مولوی احمد خانصاحب نسیم نے پڑھا۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ تعلق جانبین کیلئے موجب برکت و رحمت ہو۔ آمین

درخواست دعا عبد الرحمن مولوی فاضل برادر اکبر مولوی عبد المنان صاحب ساکنہ مجوکہ خاکسار کی لڑکی عرصہ تین ماہ سے دماغی عارضہ سے بیمار ہے اور اس کی حالت تشویشناک ہے۔ احباب کرام اور درویشان قادیان اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں

مرزا محمد شریف بیگ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پتوکی لاہور

روزنامہ — الفضل — لاہور

مورخہ ۲۱ر نومبر ۵۲ء

محکوم قوموں کا حق خود اختیاری

۱۹ر نومبر ۱۹۵۲ء کو اقوام متحدہ کی سوشل کمیٹی کے سامنے انسانی حقوق کے کمشن کی طرف سے بھیجی ہوئی دو تجاویز زیر بحث آئیں۔ ایک یہ کہ تمام اقوام کو حق خود اختیاری حاصل ہونا چاہیئے دوسری تجویز میں تمام مختار ممالک سے استدعا کی گئی ہے۔ کہ وہ محکوم اقوام کی سیاسی ترقی کی رفتار کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔

امریکی وفد کی طرف سے مسز روز ویلٹ نے جہاں یہ تسلیم کیا۔ کہ امریکی سیاسی نظام ایسا ہے۔ کہ جو حق خود اختیاری کو انتہائی حد تک پسند کرتا ہے۔ وہاں اپنی تقریر میں اس امر کے اظہار پر تمام زور صرف کیا۔ کہ ہر حالت میں حق خود اختیاری دینا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات تمام دنیا کی بہبودی کے نقطہ نظر سے عملاً اور تعمیراً حق خود اختیاری مناسب نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ خود قوم کے لئے بھی صحیح نہ ہو۔ کہ اسے فوری طور پر اور کاملاً یہ حق دے دیا جائے۔ خواہ قوم کے مقبول عام رہنما ہی اس کا مطالبہ کیوں نہ کرتے ہوں۔

یہ وہی استعمارانہ دلیل ہے۔ جو استعمار پسند مغربی اقوام ایشیائی کمزور اقوام کو طاقت کے بل پر اپنے زیر اثر رکھنے کے لئے شروع سے دیتے چلے آتے ہیں۔ امریکہ جس نے خود برطانیہ جیسی استعمار پسند طاقت کے خلاف لڑ کر اپنی آزادی حاصل کی تھی۔ شروع شروع میں کمزور اقوام کے حق خود اختیاری کا سب سے بڑا حامی رہا ہے۔ لیکن گذشتہ دو عالمگیر جنگوں نے اس کی ذہنیت بالکل بدل کر رکھ دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ دلیل کوئی قوت نہیں رکھتی۔ یہ دلیل محض بڑی بڑی اقوام کمزور اقوام کے مفاد یا دنیا کی بہبودی کے پیش نظر نہیں۔ بلکہ ذاتی مفاد کی غرض سے پیش کرتی ہیں۔ ایشیائی اقوام جن کو ان بڑی طاقتوں نے طرح طرح کے فوجی، سیاسی اور اقتصادی زنجیروں سے جکڑ رکھا ہے۔ اب اپنی مجبوریوں کو بری طرح محسوس کر رہی ہیں۔ اور غیر ملکی جوا اپنی گردنوں سے اتار دینے کے لئے سخت بے چین ہیں۔ فرانس۔ برطانیہ اور اب امریکہ بھی اپنا مفاد اسی میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ افریقہ اور ایشیائی اقوام پر اپنا اقتدار جمائے رکھیں۔ یہ اقوام اس وقت روس کے خلاف اپنا محاذ زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی فکر میں ہیں۔ اس لئے وہ چاہتی ہیں۔ کہ یہ ممالک آزاد نہ ہوں۔ اور ان کے زیر اقتدار رہیں۔ تاکہ وہ روس کے ساتھ نہ مل جائیں۔ خود حفاظتی کے خیال سے اپنے آپ کو ہر طرح سے مضبوط کرنا بجا ہے لیکن اس بہانے سے دوسری اقوام کی آزادی سلب کئے رکھنے کے لئے غلط دلائل کا سہارا لینا کسی طرح واجب نہیں ہے۔ لہذا مسز روز ویلٹ کا یہ کہنا کہ حق خود اختیاری کے ساتھ امن عالم کی ذمہ داری کے خیال کو بھی پیش نظر رکھا جائے بظاہر بڑا اہم اور باوقعت معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمیں یہ بھی تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ چھوٹی تو چھوٹی آج کوئی بڑی سے بڑی قوم بھی ایسی ذمہ داری کی شرط پر یہ حق حاصل نہیں کر سکتی۔ کیا برطانیہ۔ فرانس یا خود امریکہ پہلی دو عالمگیر جنگوں کو روک سکے تھے۔ اور ان جنگوں کی وجہ سے دنیا کو جو نقصان پہنچا ہے۔ یہ ممالک اسکی ذمہ داری لینے کو تیار ہیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں ہالینڈ اور برطانیہ جاپانی حملہ پر انڈونیشیا ملایا اور برما کو کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ وہی دلائل ہیں۔ جو بھیڑیے نے بھیڑ کے بچے کو کھا جانے کے لئے دی تھیں۔ کمزور اقوام کو زیر اقتدار رکھنا بڑی طاقتوں کی مفاد پرستانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ یہ درست ہے کہ بڑی اقوام کو چھوٹی اقوام کی مدد کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر بڑی اقوام نیک نیتی سے ایسا کرنا چاہیں۔ تو کمزور اقوام کو پورا حق خود اختیاری دے کر بھی کر سکتی ہیں۔ اس طرح آڑے وقت میں وہ محبت اور دوستی کے اصولوں پر خود بھی ان کی مدد حاصل کر سکتی ہیں۔

اس وقت اقوام متحدہ کے سامنے کئی ایشیائی اور افریقی ممالک کے حق خود اختیاری کا سوال پیش ہے جن میں تیونس اور مراقش کے مسائل کافی تلخ صورت اختیار کر چکے ہیں۔ مسز روز ویلٹ کی اس تقریر سے جو ایک ایسی قوم کے مافی الضمیر پر دلالت کرتی ہے۔ جو اقوام متحدہ میں سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھتی ہے۔ تیونس اور مراقش کی آزادی کے حامیوں کے دلوں کو بے حد رنج پہنچ سکتا ہے۔

اسلام کا حقیقی نظام روحانی ہے

مسٹر بروہی ایڈووکیٹ جنرل پاکستان نے کچھ دن ہوئے۔ مطالبہ کیا تھا کہ ملکی دستور کا جو تصور آجکل جدید دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ اس قسم کا اسلامی دستور قرآن کریم سے نکال کر انہیں دکھایا جائے۔

مودودی صاحب نے حال میں ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس کی اشاعت کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"بار بار یہ خیال مختلف الفاظ میں دہرایا جا رہا ہے۔ کہ قرآن میں دستور کے لئے کوئی رہنمائی نہیں کی گئی۔ اور اسلام کسی خاص طرز کی حکومت کا تقاضا نہیں کرتا۔ اور اسلامی دستور سرے سے کسی چیز کا نام ہی نہیں ہے۔ ...... اس لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ایک مختصر مضمون میں کتاب و سنت کی ان تمام تصریحات کو جمع کر دیا جائے۔ جو دستوری احکام پر مشتمل ہیں۔" (ٹریکٹ "اسلامی دستور کی بنیادیں" مصنفہ مودودی صاحب)

ہم نے الفضل میں اس بات کو کئی بار واضح کیا ہے۔ کہ اسلام انسان کی تمام زندگی کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔ اور اس کا بنیادی اصول "تقویٰ" ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔

یعنی قرآن کریم متقی لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم ایسی ہدایات دیتا ہے۔ جن پر اگر تقویٰ کے ساتھ عمل کیا جائے۔ تو انسان اس منزل مقصود کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے متعین کی ہوئی ہے۔ یہ ہدایات تمام زندگی پر حاوی ہیں۔ اور چونکہ سیاست بھی انسانی زندگی کا ہی ایک ضروری پہلو ہے۔ اس لئے اس کے لئے بھی اس میں ہدایات موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہدایات تفصیلی نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ چند ایسے وسیع اصولوں پر مشتمل ہو سکتی ہیں۔ جن کی رہنمائی میں ایک متقی انسان سیاسی کاروبار کو باحسن طریق سرانجام دے سکتا ہے۔

اس وقت سوال جو زیر بحث ہے۔ وہ یہ ہے کہ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسا خاص متعین ملکی دستور موجود ہے۔ جس کو کوئی ملک بجنسہٖ اپنا لے؟ تو اس کا جواب یہی ہے۔ کہ قرآن کریم میں کوئی اس طرح کا متعین دستور موجود نہیں ہے۔ چنانچہ خود مودودی صاحب اسی ٹریکٹ میں قرآنی آیت

وامرھم شوریٰ بینھم

کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"یہ حکم نہایت وسیع الفاظ میں ہے۔ اور اس میں شوریٰ کی کوئی خاص شکل معین نہیں کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسلام کے احکام ساری دنیا کے لئے ہیں اور ہمیشہ کے لئے ہیں۔ اگر شوریٰ کا کوئی خاص طریقہ مقرر کر دیا جاتا۔ تو وہ عالمگیر اور ابدی نہ ہو سکتا۔ شوریٰ براہ راست تمام لوگوں سے ہو۔ یا لوگوں کے نمائندوں سے؟ نمائندے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں۔ یا خواص کے ووٹوں سے؟ انتخاب مملکت گیر ہو یا صرف صدر مقام میں۔ انتخاب الیکشن کی صورت میں ہو۔ یا ایسے لوگ لے لئے جائیں۔ جن کی نمائندہ حیثیت معلوم و معروف ہو۔ مجلس شوریٰ ایک ایوانی ہو۔ یا دو ایوانی یہ ایسے سوالات ہیں جن کا ایک جواب ہر سوسائٹی اور ہر تمدن کے لئے یکساں موزوں نہیں ہو سکتا۔ ان کے جواب کی مختلف صورتیں مختلف حالات کے لئے ہو سکتی ہیں۔ اور حالات کی تبدیلی سے نئی نئی صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے شریعت نے ان امور کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ نہ کسی خاص شکل کا تعین کیا ہے۔ اور نہ کسی خاص شکل کو ممنوع ہی قرار دیا ہے۔"

مودودی صاحب کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ۔

"مسلمانوں کا کوئی اجتماعی کام مشورے کے بغیر انجام نہ پانا چاہیئے۔ یہ چیز ملوکیت کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ اس لئے کہ حکومت کے معاملات میں سب سے اہم معاملہ تو خود رئیس حکومت کا تقرر ہے۔" (ٹریکٹ مذکور)

مودودی صاحب کا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہر صورت میں رئیس حکومت شوریٰ کے ذریعہ مقرر ہونا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ کے تقرر کے متعلق تو شاید کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو نامزد کرتے وقت مشورہ کر لیا تھا۔ مگر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تقرر کس شوریٰ نے کیا تھا؟ کیا مودودی صاحب بتا سکتے ہیں؟ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا۔ کہ شاورھم فی الامر۔ یعنی لوگوں سے کاروبار میں مشورہ لو۔ پھر دنیا میں کوئی خود مختار سے خود مختار بادشاہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ جو اپنے وزیروں یا امراء سے مشورہ کر کے ریاست کے کام سرانجام نہ دیتا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے اپنی اس عبارت میں جو ہم نے اوپر درج کی ہے۔ اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ اسلام کا کوئی خاص متعین دستور نہیں ہے۔ آپ نے صرف چند عام جمہوری اور اخلاقی اصولوں کو بیان کر کے ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اسلام کا ایک خاص متعین دستور ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مودودی صاحب دستور کے معنی نہیں سمجھتے۔ قرآن کریم میں بے شک ایسے اخلاقی اصول موجود ہیں۔ کہ جن کو امور حکومت میں مد نظر رکھنا ایک مسلمان حاکم کے لئے ضروری ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اسلام کسی خاص قسم کے دستور کا حامی ہے۔ غلط ہے۔ اسلام میں زندگی کے ہر پہلو میں اصل چیز تقویٰ ہے۔ اسلام کا حقیقی نظام روحانی ہے اور وہ خلافت کہلاتا ہے۔ مگر خلافت کے لئے سیاسی اقتدار ضروری نہیں ہے۔ صرف بعض خاص حالات میں اللہ تعالےٰ نے سیاسی قوت بھی خلافت کے ساتھ لگا دی۔ جیسا کہ خلفائے راشدین کی صورت میں ہوا۔ ایسی خلافت صرف اللہ تعالےٰ ہی قائم کر سکتا ہے۔ یہ انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ جب ایسی خلافت موجود نہ ہو۔ تو مسلمان اقوام اپنے مخصوص ملکی حالات اور تہذیب و تمدن کی ترقی کے مطابق قرآن و سنت کے وسیع اصولوں کی روشنی میں اپنے اپنے ملک کی حکومت بنا سکتے ہیں۔ ایسی حکومت کا نام خواہ ہم اسلامی حکومت رکھیں۔ یا نہ رکھیں۔ مگر اسے ہم خلافت نہیں کہہ سکتے۔ جس ملک میں بہت سے اسلامی فرقے ہوں۔ ہم کوئی ایسا دستور نہیں بنا سکتے۔ جو سب فرقوں کے نزدیک قابل قبول نہ ہو جس ملک میں غیر مسلم بھی ہوں۔ تو دستور ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ جس میں تمام مذاہب کے لوگوں کو ہر قسم کے حقوق مسلمانوں کے برابر حاصل ہوں۔ خلاف دین کے لئے کوئی جبر کا حق نہیں ہونا چاہیئے۔ لا اکراہ فی الدین اسلام کا زریں اصول ہے۔

شذرات

پاکستان کا بدترین دشمن

مجلس احرار کا صدر مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی قیام پاکستان سے قبل قائداعظم اور پاکستان کی شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا کرتا تھا:-

"دس ہزار جناح۔ شوکت۔ ظفر۔ جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں" (چمنستان صفحہ ۱۶۵)

صدر مجلس احرار کو جواہر لال کی جوتی کی نوک کچھ اس درجہ پسند تھی کہ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس نے خود نہرو کے قدموں میں دھونی رما لی اور پاکستانی مسلمانوں کو اسی "نوک" کا عقیدت مند بنانے کے لئے مشرقی پنجاب کے احراری درکموں کو پاکستان میں بھیج دیا۔

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی پاکستان اور قائداعظم کے اس بدترین دشمن کا نام سننے میں آتا ہے تو ہر مسلمان کی آنکھوں میں تو خون اتر آتا ہے لیکن احراریوں کی حالت یہ ہے کہ ان کی نظریں ہر وقت دلی کی طرف اٹھی رہتی ہیں اور ہونٹوں پر اس کی سلامتی اور عافیت کی دعائیں جاری رہتی ہیں۔

چنانچہ ابھی چند دن ہوئے کہ لدھیانوی کی بیماری کی خبر دلی سے پہنچی تو احراریوں پر بجلی گر گئی اور امیر شریعت کے صاحبزادے نے لدھیانوی کو عظیم المرتبت ایثار پیشہ مجاہد، بطل حریت اور خدا جانے کیا کیا القاب دیتے ہوئے لکھا:

"جملہ اکابر و رفقائے احرار سے ہماری استدعا ہے کہ وہ حضرت مولانا موصوف جیسے عالم باعمل مجاہد تحریک آزادی کے مخلص سپاہی اور مجلس احرار اسلام کے قابل احترام رہنما کی صحت کاملہ و عاجلہ اور تا دیر بقا کیلئے نہایت خلوص، دلسوزی اور عاجزی کے ساتھ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کی عمر دراز کریں اور ان کے وجود کو خدمت ملک و ملت کیلئے تا دیر سلامت رکھیں۔"

(آزاد ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

سید ابوذر بخاری نے اپنی استدعا میں خدمت ملک کے الفاظ کے ذریعہ احراری تحریک کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ احراریوں کو جس ملک کی خدمت کیلئے دعا کی تحریک کی جا رہی ہے وہ بھارت ہے پاکستان نہیں۔ اللہ اللہ! بھارت کی خدمت اور چاکری کا جذبہ احراریوں کے دل و دماغ پر ایسا چھایا ہوا ہے کہ دعا کے وقت اس کا ذکر فوراً زبان پر آ جاتا ہے۔

بھارت کے چاکرو! یاد رکھو جعفر و صادق کی داستانیں محو ہو سکتی ہیں۔ شیخ عبداللہ کی بھارت نوازی پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے مگر تمہاری سازشوں اور غداریوں کا فراموش کیا جانا قیامت تک ممکن نہیں۔

اسلام کو نادان دوستوں سے بچاؤ

لاہور کی کسی انجمن معین الاسلام کے امیر نے برھان کے نام سے ایک مختصر پمفلٹ شائع کیا ہے جس کے ٹائیٹل پیج پر یہ ہدایت لکھی ہے:-

"ہر مسلمان اس کو پڑھ کر اپنے عقیدہ کو درست کرنے کی کوشش کرے اور مرزائی عقائد سے اجتناب کرے۔"

امیر صاحب نے اپنے پمفلٹ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مرزا صاحب نے عبدالحکیم پٹیالوی کو صحیح عقیدہ کے اظہار پر جماعت سے خارج کر دیا۔

عبدالحکیم کا عقیدہ کیا تھا؟ اسے دیکھنے کیلئے پمفلٹ نویس نے چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۱ کا حوالہ دیا ہے۔ معزز قارئین حضرت اقدسؑ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں تا معلوم ہو سکے کہ مسلمانوں کے رہنما کس عقیدے کو صحیح عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

حضورؑ فرماتے ہیں:-

"اس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر نبوت کی اسلام اور پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نجات ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا۔ اس لئے میں نے منع کیا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر میں نے اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۱)

ہم انجمن معین الاسلام کے ممبروں سے درخواست کریں گے کہ خدارا اسلام کو ان نادان دوستوں سے بچائیے جو اعانت اسلام کے شوق میں کفر کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

اسلام کا سٹنٹ

اخبار زمیندار رقمطراز ہے کہ:-

"یہ نہیں کہ جو جماعت بھی اسلام کا نعرہ لگاتی ہے اس کی نیک نیتی پر اعتماد کر لیا جائے واقعہ یہ ہے کہ اکثر جماعتوں کے پیش نظر سٹنٹ کے سوا کچھ نہیں اور جب وہ اسلامی آئین نافذ کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں تو ان کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ برسر اقتدار جماعت کو پریشان کیا جائے یہی وہ سیاسی جماعتیں ہیں جن کا پردہ فاش کرنے کی ضرورت ہے۔"

(زمیندار ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

حیرت ہے کہ مولانا اختر علی اچھی طرح جانتے ہیں کہ مودودی اور احراری آجکل ایک جان دو قالب ہو کر اسلامی آئین کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر محض اسلام کا سٹنٹ ہے لیکن آپ ہیں کہ ان کا پردہ فاش کرنے کے بجائے بغلگیر ہو رہے ہیں۔

اور اس سے بھی افسوسناک بات یہ ہے کہ خدا کا کوئی بندہ اگر جناب کو توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہے تو خود بھی "اسلام" کے پردے پیچھے غائب ہو جاتے ہیں۔

انقلاب برپا کرنے کا مصنوعی طریق

"تسنیم" قطار بندی کے پروگرام پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"ہمارے نزدیک یہ پروگرام بالکل بے نتیجہ اور تماشتی ہے۔ قوم میں نظم و ضبط و اتحاد پیدا کرنے کیلئے مغربی قوموں کی نقالی کی بجائے ہمیں قرون اولےٰ کے مسلمانوں کی زندگی کی طرف توجہ کرنی ہو گی۔ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ ہے کہ وہ قوم جسے تہذیب و تمدن کی ہوا نہ لگی تھی۔ اس قوم کو آنحضرتؐ نے اس طرح متحد کر دیا جیسے پگھلائی ہوئی دیوار ہو۔ یہ اتحاد و تنظیم دراصل نتیجہ تھا مسلمانوں کی وحدتِ فکر کا۔"

(تسنیم ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

آپ کا ارشاد بجا! مگر سوال یہ ہے کہ آپ لوگ ان دنوں جو دستخطوں کی مہم جاری کئے ہوئے ہیں۔ یا لائل پور کی مسلم لیگ صوبائی کانفرنس کے موقعہ پر آپ نے "ہمارا اصل لیڈر" کی چھوٹی چھوٹی چٹیں ان لوگوں کے کندھے پر زبردستی چسپاں کرنے کی کوشش کی۔ جو آپ کے نزدیک بھی اسلام سے عملاً دور تھے اور سکا فرانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔

فرمائیے! کیا انقلاب اسلامی برپا کرنے کے یہ سب طریق مصنوعی نہیں؟ اور کیا یہ طریق قرآن کریم اور سنت رسول اکرمؐ سے ثابت ہیں؟ کیا دوسرے کی آنکھ کا تنکا آپ کو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حکومت انتشار پسند ہے

"آزاد" حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"انہیں بخوبی یاد ہو گا کہ تحریک پاکستان کے عروج میں فرقہ پرستی اور انتشار پسندی کا یہی سنگین الزام ہندوؤں کی طرف سے مسلم لیگ پر بھی عاید کیا گیا تھا۔ حالانکہ الزام دینے والے خود ہی سب سے بڑے فرقہ پرست اور انتشار پسند تھے۔ آج موئے اتفاق سے پاکستان بھی اس مشکل میں آ پھنسا ہے۔"

(آزاد ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

بجائے اس کے کہ احراری اپنی تخریبی سرگرمیوں سے دستکش ہونے کا اعلان کریں۔ الٹا حکومت پر یہ سنگین الزام عاید کر رہے ہیں کہ پاکستان کی حکومت انتشار پسند ہے۔

ترقی کے خوش آئند منصوبے

پاکستان کا قافلہ کس تیز رفتاری سے پانچ سال میں ترقی کی طرف آگے بڑھا ہے اور مستقبل قریب میں اسے کن منازل کو طے کرنا ہے؟ ان مناظر کی ایک جھلک ہمیں لائلپور کی شاندار نمائش سے دکھائی دے سکتی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان نے گذشتہ پانچ سالہ دور میں نہایت حیرت انگیز ترقی کی ہے اور دنیا کی اقوام میں اپنا ایک خاص مقام بھی پیدا کر لیا ہے۔ مگر موجودہ مرحلہ پر ہمارا یہ کام نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم ان تفکرات میں گم ہو جائیں۔ بلکہ ہمارے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ملکی ترقی کے آئندہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی ایک موثر جدوجہد شروع کر دیں۔

ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ حکومت اور جمہور بجلی کی دو مثبت (Positive) اور منفی (Negative) لہریں ہیں اور جس طرح مثبت اور منفی تاروں کو ملائے بغیر بلب روشن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک حکومت اور جمہور دونوں متحد ہو کر کوشش نہ کریں کوئی تعمیری کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر ہم یہ راز اچھی طرح سمجھ لیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ ورنہ خدشہ ہے کہ ترقی کے یہ خوش آئند منصوبے بے کار چلے جائیں گے اور ہمیں اس وقت ہوش آئے گا جب ہوش آنے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

ولادت

عزیزم چودھری محمد ظفر الٰہی صاحب آڈیٹر اے جی آفس کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۱۳/۱۱/۵۲ کو پہلی بچی عطا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ عزیزہ کو عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

خاکسار منیر احمد داد منزل مسلم ٹاؤن لاہور

(۲) خاکسار کے ماموں حکیم غلام اللہ صاحب اسلم کو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے چوتھا فرزند عطا فرمایا ہے نومولود میاں غلام محمد صاحب سیدوالہ کا پوتا ہے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز کی درازی عمر اور خادم دین بننے کی دعا فرمائیں

عبدالغفور زاہد تعلیم الاسلام کالج لاہور

برطانیہ کی امداد و اعانت کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپیہ فراہم کرنے میں

"مولانا" ظفر علی خاں کا جانگسل اضطراب

اگر ہمت کریں تو ہم مسلمان ساڑھے تین کروڑ کیا دس کروڑ روپیہ ایک ہی سال میں انگلستان کے محکمۂ جنگ کی نذر کر سکتے ہیں۔ (ظفر علی خاں)

(۲)

مسعود احمد

> "بحث طلب بات یہ ہے۔ کہ ہمیں انگلستان کو یہ نذر کیوں دینی چاہئیے۔ تمام دنیا جانتی ہے۔ اور سارا زمانہ مانتا ہے کہ دولت قومی شوکت انگلستان اس وقت اپنی بحری طاقت کی تکمیل کے سبب سے سمندر کی ملکہ کا خطاب حاصل کر چکی ہے۔ بظاہر انگلستان مزید جنگی ساز و سامان سے مستغنی ہے۔ مگر حقیقت میں اسے بھی اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ اپنی بحری طاقت میں یوماً فیوماً اضافہ کرتا رہے۔ انگلستان پردۂ دنیا پر ایک ایسی سلطنت ہے۔ جو امن و امان کی زبردست حامی اور امور انصاف و ایمان کی معین و مددگار سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بادشاہوں کو شہزادۂ امن کا خطاب مل چکا ہے۔" (ظفر علی خاں)

گذشتہ مضمون میں ہم زمیندار کے حوالہ سے یہ لکھ چکے ہیں کہ آج "مولانا" اختر علی خاں ایک کروڑ روپے کی اپیل کر رہے ہیں۔ اس سے قبل ان کے والد "مولانا" ظفر علی خاں نے ساڑھے تین کروڑ روپے کی اپیل کی تھی۔ اور کی بھی تھی انگریزوں کی امداد و اعانت کے لئے۔ کیونکہ "مولانا" کی مصلحت اس وقت یہی تقاضا کر رہی تھی۔ کہ انگریزوں کو اولی الامر اور آیۂ رحمت قرار دیا جائے۔ ان کی سلطنت کی حفاظت میں مسلمان اپنا خون پسینہ ایک کریں اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر ان کے قدموں میں دولت کے انبار لگادیں۔ یہ روپیہ فراہم کرنے کے لئے ظفر علی خاں نے کیا کیا جتن کئے۔ اور کس کس طرح اولی الامر کا درجہ رکھنے والی سرکار برطانیہ کو خوش کیا۔ اس کا جواب خود زمیندار کی زبانی سنیئے۔ اور اس اضطراب کا اندازہ لگائیے۔ جو اس رقم خطیر کی فراہمی کے سلسلے میں "مولانا" کو لاحق تھا۔ چنانچہ ۲ر نومبر ۱۹۱۱ء کے زمیندار میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی اپیل شائع کرنے کے بعد ۳ر نومبر کو انہوں نے ایک اور زور دار مقالہ شائع کیا۔ جس میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مسلمانانِ ہند کو ساڑھے تین کروڑ روپے انگلستان کے قدموں میں کیوں رکھ دینے چاہئیں۔ تمام زورِ قلم صرف کر ڈالا۔ انہوں نے لکھا:۔

"بحث طلب بات یہ ہے۔ کہ ہمیں انگلستان کو یہ نذر کیوں دینی چاہئیے؟ تمام دنیا جانتی ہے۔ اور سارا زمانہ مانتا ہے کہ دولتِ قومی شوکت انگلستان اس وقت اپنی بحری طاقت کی تکمیل کے سبب سے سمندر کی ملکہ کا خطاب حاصل کر چکی ہے۔ بظاہر انگلستان مزید جنگی سامان سے مستغنی ہے۔ مگر حقیقت میں اسے بھی اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ اپنی بحری طاقت میں یوماً فیوماً اضافہ کرتا رہے۔ انگلستان پردۂ دنیا پر ایک ایسی سلطنت ہے۔ جو امن و امان کی زبردست حامی اور امور انصاف و ایمان کی معین و مددگار سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بادشاہوں کو شہزادۂ امن کا خطاب مل چکا ہے۔"

(زمیندار ۳ر نومبر ۱۹۱۱ء)

"مولانا" ظفر علی خاں کی اس تحریر میں یہ امر قابل غور ہے کہ وہ یہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ امن و امان اور انصاف و ایمان کی خاطر مسلمانوں سے شہزادۂ امن کو دلوانا چاہتے ہیں۔ وہ شہزادۂ امن کون ہے۔ جس کی امداد و اعانت پر "مولانا" کے نزدیک امن و امان اور انصاف و ایمان کا مدار ہے؟ سو وہ خود "مولانا" کے الفاظ میں انگلستان اور اس کے بادشاہ ہیں۔ اگر حسب ذیل تین باتیں

- "انگلستان پردۂ دنیا پر ایک ایسی سلطنت ہے۔ جو امن و امان کی زبردست حامی ہے۔"
- "انگلستان پردۂ دنیا پر ایسی سلطنت ہے۔ جو امورِ انصاف و ایمان کی معین و مددگار ہے۔"
- "انگلستان پردۂ دنیا پر ایک ایسی سلطنت ہے۔ جس کے بادشاہ شہزادۂ امن کا خطاب حاصل کر چکے ہیں۔"

"مولانا" کا جزوِ ایمان نہ ہوتیں۔ تو "مولانا" انگریزوں کی امداد کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپے کی اپیل بھی نہ کرتے۔ کیونکہ انہوں نے اس رقم کی فراہمی کے حق میں انہی تین باتوں کو وجہ جواز کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کے بعد "مولانا" برطانیہ کی جوشِ حمایت میں اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ قیصر جرمنی کو لتاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"قیصر جرمنی انگلستان کی وسیع مملکت کو دیکھ کر آتشِ حرص و طمع سے جل اٹھے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ انگریزوں کی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں اپنی نوآبادیاں قائم کریں۔ مگر اس ارادے میں انہیں آج تک کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کے برخلاف انگریزوں کی عملداری اس قدر وسیع ہے۔ کہ اس میں آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اپنی نوآبادیوں سے سیاسی تعلقات قائم رکھنے کے لئے انگلستان کو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ وہ اپنی بحری طاقت میں روز بروز اضافہ کرتا رہے۔ اس کے جہاز ایک طرف چین و جاپان۔ ایران و ہندوستان آتے جاتے ہیں۔ تو دوسری طرف مالٹا۔ آسٹریلیا اور افریقہ میں بھی ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے قطع نظر اس سے لندن خود ایک جزیرہ ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے بھی انگلستان کو اپنی بحری طاقت کے زیادہ مستحکم رکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر جرمنی کے پاس نہ کوئی ایسی نوآبادی ہے۔ جو بلحاظ تمول، و رونق انگلستان کی نوآبادیوں کی ٹکر ہو۔ نہ مختلف ممالک میں اس کا تجارتی کاروبار اس وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا ہے۔ کہ انگلستان کی طرح اسے ایک بہت بڑے زبردست جنگی بیڑے کی ضرورت ہو۔ پھر بھی وہ جہاز پر جہاز بنائے چلا جاتا ہے۔ اور اس طور پر وہ دوسری سلطنتوں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ بھی اپنی بحری طاقتوں سے غافل نہ ہوں۔ اس طرز عمل سے جرمنی کی صریح بدنیتی مترشح ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اپنی ملکی ضروریات سے زیادہ بحری ساز و سامان مہیا کئے چلا جاتا ہے۔ اس کے دل میں چور ہے اس کا ارادہ فاسد ہے۔ اس کا ایمان ٹھکانے نہیں۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ رفتہ رفتہ اپنی بحری طاقت بڑھا کر چپکے سے انگلستان پر حملہ کر دے اور خاک بدہن سمندر کا بادشاہ بن جائے۔ اس کا یہ مذموم ارادہ دنیا کے امن و امان کو خطرے میں ڈالنے والا اور نظام عالم کو درہم برہم کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے ہر امن پسند انسان کی یہ خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ وہ "علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد" کے مصداق جرمنی کی اس خطرناک امنگ کو روک دے۔ اور اس کا سب سے آسان اور سادہ طریق یہ ہے۔ کہ تمام انگریزی رعایا بلا امتیازِ مذہب و ملت جرمنی کی تجارت کا بائیکاٹ کر دے۔" (زمیندار ۳ر نومبر ۱۹۱۱ء)

اس عبارت میں "مولانا" ظفر علی خاں نے اس بات کے حق میں کہ سرکار برطانیہ اپنی بحری طاقت میں روز بروز اضافہ کرنے پر کیوں مجبور ہے۔ دو دلیلیں دی ہیں۔

اول یہ کہ برطانیہ کی سلطنت اس قدر وسیع ہے۔ کہ اس پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اور مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی سلطنت سے تعلقات قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو مضبوط کرے۔

دوسرے یہ کہ "لندن" خود ایک جزیرہ ہے۔ اور خود حفاظتی اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ برطانیہ کی بحری طاقت اس درجہ مضبوط و مستحکم ہو۔ کہ کوئی دوسرا ملک اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ دلیلیں دینے کے بعد مولانا پنجے جھاڑ کر جرمنی کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اور منہ میں کف لا لا کر فرماتے ہیں۔ کہ وہ بدنیت ہے۔ اس کے دل میں چور ہے۔ اس کا ارادہ فاسد ہے۔ اس کا ایمان ٹھکانے نہیں۔ اس کے بالمقابل جب وہ "اپنے نیک نیت۔ نیک ارادہ۔ نیک دل اور صاحب ایمان محسن" یعنی دولت برطانیہ کے خلاف جرمنی کی بدنیتی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو اس کے اظہار سے قبل برطانیہ کے ساتھ ان کا جوشِ عقیدت اور جذبہ وفاداری انہیں مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ پہلے اپنے منہ میں خاک ڈالیں۔ تو پھر جرمنی کی بدنیتی کے اظہار کے لئے کوئی لفظ اپنی زبان پر لائیں۔ اللہ! اللہ! کیا جوشِ عقیدت ہے اور کیا جذبۂ وفاداری کہ اپنے منہ میں خاک ڈالے بغیر دشمن کے بد ارادے کا اظہار ہی ناممکن ہے

اسی پر بس نہیں۔ سرکار برطانیہ کے ساتھ عقیدت کا جوش "مولانا" ظفر علی خاں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ چندہ کی اپیل کو ساڑھے تین کروڑ روپے تک ہی محدود نہ رکھیں۔ بلکہ اسے بڑھا کر دس کروڑ کر دیں۔ اور ایک "ڈریڈ ناٹ" کی بجائے تین "ڈریڈ ناٹ" برطانیہ کو پیش کریں۔ یہ دس کروڑ روپے فراہم کیسے ہو سکتے تھے سو اس کے لئے "مولانا" نے دماغ پر زور ڈال کر یا خود سرکار برطانیہ کے سکھانے پر ایسی تجویز نکالی۔ کہ بظاہر ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ تین جنگی جہاز چھوڑ برطانیہ کا سارا بحری بیڑہ ہی مسلمانوں کی کمائی سے تیار ہو جائے۔ اور روز بروز انہی کے دم سے اس میں اضافہ ہوتا رہے۔ چنانچہ "مولانا" نے زمیندار کی آئندہ اشاعت میں ایک اور مضمون دھر گھسیٹا۔ اور اس میں اختراع پردازی سے کام لیتے ہوئے لکھا:۔

"ایک "ڈریڈ ناٹ" کی تیاری میں تین سوا تین کروڑ روپیہ صرف ہوتا ہے۔ ہم "تین ڈریڈ ناٹ" پیش کرنا چاہتے ہیں

(باقی صفحہ ۸ پر)

تاریخ اسلام کے اکابر اور ملت اسلام کے فرقوں میں سے کوئی بھی تکفیر کی تیغِ بے پناہ سے محفوظ نہیں رہا

ذرا سوچئے! یہ شغل تکفیر اسلام کی خدمت ہے یا اسے تباہ و برباد کرنے کا آلہ ہے؟

(از مولانا عبد المجید صاحب سالک)

(منقول از روزنامہ آفاق لاہور ١٨ اکتوبر ١٩٥٢ء)

"اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا میں دین اسلام اور ملت اسلامی کی بقا صرف اتحاد اور اخوت پر منحصر ہے، جس زمانے میں مسلمان ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے تھے اور اسلام کے مقاصد مقدسہ کی تکمیل میں متحد رہتے تھے۔ وہی زمانہ اسلام کا عہد زریں تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء بھی اسی زمانے میں پورا ہوا۔ جو مسلمانوں کو "بنیان مرصوص" دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن جب مسلمان ذاتی اغراض کی لعنت میں گرفتار ہو گئے، اور اسلام جیسے سادہ آسان دین میں منطقیانہ موشگافیاں ہونے لگیں، جن کا مقصود ہمیشہ اپنے مدمقابل کو نیچا دکھانا ہی ہوتا تھا۔ تو ایسے علماء پیدا ہونے لگے جنہوں نے اخوت اسلامی اور اتحاد ملی کو بالائے طاق رکھ کر تکفیر کی تیغ بے پناہ بے نیام کر لی۔ اور پھر ان کی ضربوں سے کوئی مسلمان محفوظ نہ رہا۔

ائمہ دین کے خلاف

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عظمت و جلالت سے کون انکار کر سکتا ہے، لیکن علماء نے ان کو کافر، زندیق، اور بدعتی قرار دے کر نہ صرف زنداں میں محبوس کر دیا بلکہ زہر دلا کر تذر اجل کر دیا۔

حضرت امام شافعیؒ کو "اخسر من ابلیس" (شیطان سے بڑھ کر حسرت رساں) قرار دیا، اور طرح طرح کی اذیتیں دیں۔

حضرت امام مالکؒ کو کافر اور بدعتی قرار دے کر شہر بھر میں ان کی تذلیل و تشہیر کرائی۔ قید خانے میں بھجوایا۔ جہاں ان پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ ان کے ہاتھ بازوؤں سے اکھڑ گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو تمانچے لگوائے، کوڑوں سے پٹوایا۔ اور پھر پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈلوا کر ملک بدر کرایا۔

حضرت امام بخاریؒ کو بخارا اور سمرقند سے نکلوایا یہاں تک کہ امام ممدوحؒ نے رو رو کر اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی کہ الٰہی! دنیا اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی ہے اس لئے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔

اکابر اولیاء کے خلاف

پھر اکابر صوفیہ و اولیاء مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، حضرت سید عبد القادر جیلانی غوث اعظم حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت ابوبکر شبلیؒ، حضرت معین الدین چشتیؒ حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بے شمار دوسرے بزرگوں کو بھی فتوئے تکفیر کی شمشیر بے زنہار نے نہ چھوڑا۔

ایک زمانہ تھا کہ جب مکفر علماء کو سلاطین و امرا کی بارگاہ میں بہت اثر و نفوذ حاصل تھا۔ اور ان کے فتاوے کے ماتحت بعض اکابر علم اور اساطین اسلام عذاب اور قتل کے تختۂ مشق بنائے جاتے تھے۔ خدا کا شکر ہے، کہ زمانہ حال میں وہ صورت نہیں رہی۔ ورنہ متاخرین میں سے بھی کوئی ناقابل ذکر ہستی اپنی جان سلامت نہ لے جاتی، امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت سید احمد بریلویؒ، اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے خلاف کفر و ارتداد کے فتوے دئیے گئے، جن میں یہ بھی لکھ دیا گیا کہ "جو ان کے کافر و مرتد ہونے میں شبہ کرے وہ بھی کافر ہے"

(سیف جبار بر لشکر دجال صفحہ ١٢٠)

سر سید احمد خاں

اس کے بعد انگریزی زمانے میں سر سید احمد خاں کے خلاف صدہا علماء نے کفر کے فتوے صادر کئے ایک فتوے کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"اس شخص کی اعانت کرنی اور اس سے علاقہ و رابطہ پیدا کرنا ہرگز درست نہیں اصل میں یہ شخص شاگرد مولوی نذیر حسین دہابی بنگالی دہلوی غیر مقلد کا ہے۔ یہ شخص بسبب تکذیب آیات قرآنی کے مرتد ہو کر مستوجب ابدی ہؤا، اور مرتد ہؤا ایسا مرتد کہ بلا قبول اسلام اسلامی عملداری میں جزیہ دے کر بھی نہیں رہ سکتا۔ مگر اہل کتاب، اور ہنود وغیرہ جزیہ دے کر اسلامی عملداری میں رہ سکتے ہیں۔ گویا یہ سخت کافر و مرتد ہؤا"

(انتظام المساجد صفحہ ١٣ و ١٥ مولوی محمد لودھیانوی)

یہاں تک کہ ہندوستان کے علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء سے بھی سید احمد خاں کے خلاف فتوے منگائے، چنانچہ مکہ معظمہ سے چاروں مذاہب اہل سنت کے مفتیوں نے جو فتوے دیا اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

یہ شخص (سر سید) ضال اور مضل ہے، بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے، اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے خدا اس کو سمجھے ضرب و حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے"

مدینہ منورہ کے علماء کا فتوےٰ یہ ہے کہ:۔

"جو کچھ در مختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شرع سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے، اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے، تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے"

علی گڑھ کالج کے خلاف حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتوےٰ یہ ہے:۔

"یہ مدرسہ جس کو خدا برباد کرے، اور اس کے بانی کو خدا ہلاک کرے۔ اس کی اعانت جائز نہیں، اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے، تو اسکو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے"

ان فتاوے کے اقتباسات "حیات جاوید" (سوانحعمری سر سید) مؤلفہ الطاف حسین حالی سے لئے گئے ہیں

مولانا محمد قاسم اور دیوبندی علماء

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دار العلوم دیوبندؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے متعلق علمائے بریلی کے سردار اور امام مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ایک فتوےٰ مرتب کیا، جس میں تین سو مفتیوں کے دستخط ثبت ہیں۔ اس فتوے میں درج ہے کہ یہ تمام (بزرگان دیوبند) اور ان کے متبع باجماع اہل اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں (حسام الحرمین صفحہ ١٠٠) علماء بریلی نے تمام علماء دیوبند کے متعلق نام بنام یہ فتوےٰ دیا ہے کہ:۔

"یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے، ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل مجتنب اور محترز رہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا، اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ نہ ان کا ذبیحہ کھائیں، نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں، نہ ان کو اپنے ہاں آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں، جو ان کو کافر نہ کہے گا۔ وہ خود کافر ہو جائیگا اور اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی، اور جو اولاد ہوگی، حرامی ہوگی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گا"

(پوسٹر علمائے بریلی)

ان کے علاوہ زمانہ حال میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا عبد الماجد دریابادی، مولانا ظفر علی خاں، علامہ اقبال اور بے شمار دوسرے اعاظم رجال فتوئے تکفیر کا نشانہ بنائے گئے۔ جن کی تفصیلات کو بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

تمام فرقوں کی تکفیر باہمی

خدا کی قدرت ہے تکفیر کے مشغلے سے کسی فرقے کے علماء بھی بچ نہیں سکے، اور مسلمانوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں، جس کے خلاف دوسرے فرقوں کے علماء نے کفر کا فتوےٰ نہ دیا ہو۔ مثلاً

اہلسنت کافر شیعہ علماء نے (حدیقۃ الشہداء صفحہ ٧٥) فتوےٰ دیا ہے کہ:۔

"فرقہ اثنا عشریہ امامیہ کے سوا کوئی ناجی نہیں۔ خواہ اچھے خواہ اپنی موت مرے"

شیعہ کافر:۔

(ردّ تبرّا صفحہ ٣٠) شیعہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منکر ہیں۔ اور فقہ کی کتب میں لکھا ہے کہ جو شخص حضرت صدیقؓ کی خلافت سے انکار کرے اس نے اجماع کا انکار کیا، اور کافر ہو گیا۔ اور کافر کے لئے حکم جاری ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔

اہلحدیث کافر:۔

تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا (یعنی وہابی) شرعاً کافر بلکہ مرتد ہؤا (انتظام المساجد با خراج اہل الفتن) علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے (یعنی یہ فتوےٰ سنتے ہی) اس کے کفر و ارتداد کا فتوےٰ دینے میں تردد نہ کریں۔ ورنہ زمرۂ مرتدین میں یہ بھی شامل ہونگے (انتظام المساجد با خراج اہل الفتن صفحہ ٧)

بریلوی کافر:۔

مولوی سید مرتضیٰ دیوبندی کا ایک پورا رسالہ "ردّ التکفیر علی الفحاش التنفیر" صرف مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تکفیر پر مشتمل ہے۔ جس میں مولوی صاحب موصوف اور ان کے تمام مریدین و معتقدین کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

پیر پرست کافر:۔

استفسار کیا گیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی (باقی صفحہ ٧)

بقیہ صفحہ ۶

شیئاً للہ کہنے والا اور اس کا ورد کرنیوالا کیسا ہے۔ جواب ملا:۔

"جس کا یہ عقیدہ ہے۔ وہ مشرک ہے جو شخص مجوّز اور مفتی ان امور کا ہے وہ داس المشرکین (یعنی مشرکین کا سردار) ہے۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اس طرح کا اعتقاد رکھنے والا چاروں مذہبوں میں کافر و مشرک ہے"

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۵۷ مطبع صدیقی لاہور)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ہمارے مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا ابوالحسنات خطیب مسجد وزیر خاں اور ان کے والد محترم کے پیر و مرشد تھے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "احکام شریعت مصطفوی" جس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے۔ اگرچہ بر ہمن پڑھاوے۔ چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے۔ جو حرام ہے۔ لہٰذا احتراز لازم ہے" (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۴۴)

"وہابی دیوبندی کو ابتداءً سلام کرنا حرام اور خندہ پیشانی سے ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید" (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۲۷) اسی کتاب میں درج ہے کہ جو شخص دیوبندیوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور روز قیامت ان کے ساتھ ایک ہی رسی میں باندھا جائے گا۔ وہابی کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا حرام ہے۔ وہابی کے پاس لڑکوں کو پڑھانا حرام۔ حرام۔ حرام۔ عورت کا ذبیحہ جائز۔ یہودی کا ذبیحہ حلال جبکہ نام الٰہی عزوجل کا لے۔ رافضی تبرائی۔ وہابی۔ دیوبندی۔ وہابی غیر مقلد۔ قادیانی۔ چکڑالوی۔ نیچری۔ ان سب کے ذبیحے محض نجس مردار اور حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی اور پرہیزگار بنتے ہوں۔ وہابی کے کتے کا شکار بھی حرام ہے۔ ان فرقوں کے لوگوں کے پیچھے نماز بالکل باطل محض ہے۔ (احکام شریعت مصطفوی حصہ اول)

ان تمام مذکورہ بالا فتووں کی روشنی میں یہ ظاہر ہوگیا کہ عالم اسلام اور تاریخ اسلام کے اکابر اور ملت اسلام کے تمام فرقے کسی نہ کسی گروہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ شریعت و طریقت کی دنیا میں ایک مسلک اور ایک خانوادہ بھی تکفیر سے محفوظ نہیں (ملاحظہ ہو جامع الشواہد صفحہ ۲)

چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ مجددیہ۔ سب لوگ کافر ہیں۔

اب ہر مسلمان خود سوچ سکتا ہے کہ آیا یہ شغل تکفیر اسلام یا ملت کی کوئی خدمت ہے یا اس کو تباہ و برباد کرنے کا آلہ ہے۔ یہ حقائق جب مسلمان کے سامنے آئیں گے۔ وہ شرم سے زمین میں گڑ جائے گا۔ اور جو غیر مسلم انہیں دیکھے گا۔ وہ اسلام سے سخت متنفر ہو جائے گا۔ کیا یہ دین کی نیک نامی اور ملت کی عزت کا سامان ہے۔ یا امتی باعث رسوائی پیغمبرؐ ہو رہے ہیں؟۔

اس میں شک نہیں کہ علماء کی اس باہمی تکفیر کے ہنگامے کو دیکھ کر ایک سیدھا سادہ مسلمان پریشان ہو جاتا ہے اور اس کے قلب میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اس ہنگامہ تکفیر کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اور رسولؐ اور ائمہ دین اس سے کاملاً بری ہیں۔ اب میں قرآن و حدیث سے بیان کروں گا۔ کہ اسلام کیا ہے اور کفر کس کو کہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس بیان کے بعد مسئلہ واضح ہو جائے گا۔ اور سیدھے سادے مسلمان کو کسی ضغطہ و تردد کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام کلمۂ توحید ہے جو تمام مسلمانوں کو ایک کر دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو شخص اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اس کے آخری پیغمبر ہیں۔ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ (باقی)

(آفاق ۱۸ نومبر سنہ ۵۲ء)

خواجہ ناظم الدین ۱۲ دسمبر تک لندن میں قیام کرینگے

لندن ۲۰ نومبر- وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین ایک کومٹ طیارے کے ذریعے ۲۴ نومبر کو لندن پہنچیں گے اور برطانیہ میں رہنے والے پاکستانیوں کی بہت بڑی تعداد آپ کا استقبال کریگی۔ کانفرنس کے پروگرام کے علاوہ لندن میں وہ بہت زیادہ مصروف رہیں گے۔ لندن سے باہر جو دورہ کا جو پروگرام بنایا گیا تھا اُسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔

خواجہ ناظم الدین برطانیہ میں رہنے والے پاکستانیوں سے ملاقات کے بہت زیادہ خواہش مند ہیں۔ اس لئے ۲ دسمبر کو پاکستانی سفارتخانے میں ایک دعوت استقبالیہ ترتیب دی جائے گی جس کے میزبان وزیر اعظم- وزیر خزانہ اور وزیر اقتصادیات ہوں گے تمام پاکستانی باشندوں کو شمولیت کی دعوت دی جا رہی ہے۔ لندن میں خواجہ ناظم الدین اور دیگر پاکستانی وزراء کلیرجز ہوٹل میں قیام کریں گے۔ توقع ہے کہ آپ کو ۱۲ دسمبر تک لندن میں رہنا پڑے گا۔ (اے پی پی)

ٹیونس اور مراکش کے عوام سے ہمدردی کا اظہار

راولپنڈی ۲۰ نومبر- بین الاقوامی سٹوڈنٹس سرکل کی مقامی شاخ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں مراکش اور ٹیونس کے جدوجہد آزادی میں مصروف عوام سے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

جن نصف درجن اشخاص نے بحث میں حصہ لیا۔ انہوں نے متفقہ طور پر فرانس کی نوآبادیاتی پالیسی کی پرزور مذمت کی اور اقوام متحدہ پر زور دیا۔ کہ دنیا کے مختلف حصوں میں فرانس کی جارحیت کی روک تھام کی جائے۔ (دستار)

رحیم ہنگارو کا مقدمہ

کراچی ۲۰ نومبر- سندھ پولیس کے ایک افسر نے بتایا ہے۔ کہ کبھی سندھ کے رسوائے عالم ڈاکو رحیم ہنگارو کے سنسنی خیز مقدمہ کی سماعت آئندہ ماہ کے شروع میں حیدرآباد کے مقام پر شروع ہوگی۔ (دستار)

عثمانیہ یونیورسٹی کا مستقبل

نئی دہلی ۲۰ نومبر- باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد (دکن) کی عثمانیہ یونیورسٹی کو مرکزی حکومت کی تحویل میں لینے کے متعلق ماہرین کی جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اچاریہ نریندر دیو اس کے صدر ہوں گے۔

مسٹر بی- رام کرشنا راؤ وزیر اعلیٰ حیدرآباد جو دہلی میں ہیں۔ کمیٹی کے پروگرام کی بابت انہوں نے اچاریہ نریندر دیو کے ساتھ مشورہ بھی کیا ہے۔ (دستار)

ایورسٹ پر چڑھنے کی نئی مہم!

نئی دہلی ۲۰ نومبر- رائٹرز لمیٹڈ کے ذریعہ پہاڑوں کی جو ٹیم ایورسٹ پر چڑھنے کے لئے گئی تھی۔ اس نے تار کو بیان دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ اب تک کی اطلاعات سے نہ یہی پتہ چلتا ہے کہ موسم عمدہ اور اُن کے موافق رہا ہے۔ جماعت کے ترجمان نے بتایا۔ کہ ٹیم نے چوٹی تک پہنچنے کے لئے چھوٹے راستے اختیار کئے۔ اور وہ بعض پرانے راستوں کو چھوڑ کر گذر جانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے علاوہ گذشتہ موسم بہار کی نسبت کیمپوں کی تعداد بھی کم رکھنی پڑی۔

واضح کیا گیا ہے۔ کہ مون سون کے بعد چڑھائی کرنے کا یہ پہلا موقعہ ہے۔ اور چونکہ چڑھائی جنوبی طرف سے شروع کی گئی ہے۔ اس لئے یہ اقدام بہت بڑی اُمید کے سہارے اندھیرے میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہے کیا وہ پہاڑ چوٹی پر گاڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے یا انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑے گا اس کا دارومدار اس ہفتے کے موسم پر ہے۔ آزمائشی طور پر ہم نے نومبر کے اوسط کی کسی تاریخ تک سطح سمندر سے ۲۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر موسم کا مقابلہ کر سکنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس لئے آج اُن کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ ہو جائے گا۔

گردیزی سادات کنونشن کا افتتاح کرینگے

راولپنڈی ۲۰ نومبر- کل پاکستان سادات کنونشن یہاں ۲۷-۲۸ دسمبر کو منعقد ہو رہی ہے پنجاب کے وزیر تعلیمات سید علی حسین گردیزی اس کا افتتاح کریں گے۔ کنونشن میں پاکستان کے سیدوں کی مجلسی اقتصادی اور سیاسی بہبودی کی تجاویز سوچی جائیں گی۔ (دستار)

علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مشاعرہ

لاہور ۲۰ نومبر- علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن پنجاب کے زیر اہتمام نیڈوز ہوٹل میں بروز ہفتہ ۲۲ نومبر ایک محفل مشاعرہ بوقت ۶ بجے شام منعقد ہو رہی ہے۔ مشاعرہ فرشی ہوگا اور اس میں صرف وہی شعراء حضرات حصہ لے سکیں گے۔ جن کا اپنے تعلیمی زمانہ میں علیگڑھ سے تعلق رہا ہو۔ مشاعرہ کے بعد ایسوسی ایشن کا سالانہ ڈنر ہوگا۔ جس میں شرکت کے لئے مبلغ چار روپے ادا کرنے ہوں گے۔ مشاعرے کی طرح ڈنر بھی فرشی ہوگا۔

"مولانا" ظفر علی خاں کا جان گسل اضطراب

بقیہ صفحہ (۵)

ان کے لئے دس کروڑ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ اتنی بڑی رقم اور ہندوستان جیسا غریب ملک سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس کا انتظام کیونکر ہو سکتا ہے ہم۔ بتا چکے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ہر شخص ولایت کی چیزیں خریدتا ہے۔ اور یہ ولایتی مال یورپ ایشیا کے اکثر ملکوں انگلستان- جرمنی- بلجیم- فرانس اٹلی اور چین وجاپان وغیرہ سے ہندوستان میں آکر فروخت ہوتا ہے۔ ہر غریب آدمی بھی سال بھر میں کم از کم دو روپے کی ولایتی چیزیں اور وہ بھی اٹلی- آسٹریا اور جرمنی کی بنی ہوئی ضرور خریدتا ہے۔ یہ قیاس ہی قیاس نہیں۔ بلکہ حقیقت نفس الامری ہے جس کے ثبوت میں آج کل کی بدلی ہوئی تمدنی حالت پیش کی جا سکتی ہے۔ جب مٹی کے دیئے اور سرسوں کے تیل کی جگہ لیمپ اور کروسین آئل نے لی ہے تو اب خیال کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ کے قریب قریب ہے۔ اگر بحساب اوسط فی مسلمان دو روپے سال کے حساب سے انگلستان کا مال خریدے تو اس طرح انگلستان کو ایک سال میں چودہ کروڑ روپیہ مل سکتا ہے۔ حالانکہ امیر آدمی ولایتی اشیاء کی خریداری پر دو چھوڑ دو سے بھی زیادہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اگر فی کس دو روپے کا اوسط نہ رکھا جائے اور کم سے کم ایک ہی روپے کا حساب لگایا جائے۔ تو بھی صرف مسلمان انگریزوں کو سات کروڑ روپیہ دے سکتے ہیں۔ ہم نے تین ڈریڈ ناٹوں کی قیمت دس کروڑ روپیہ بتائی ہے۔ تین ڈریڈ ناٹوں کا روپیہ تو ہم ایک ہی سال میں انگلستان کے محکمہ جنگ کی نذر کر سکتے ہیں اور اس طرح ولایت انگلستان کی اشیاء کو خریدنے سے چند سال میں تین کیا تیس ۳۰ ڈریڈ ناٹوں کی لاگت کا ہم بڑی آسانی سے انتظام کر سکتے ہیں۔ اگر اس تجویز میں ہمارے ہندو بھائی بھی شریک ہو جائیں اور وہ محض انگلستان کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ عہد کر لیں کہ وہ ہمیشہ انگلستان کا مال خرید اور استعمال کریں گے۔ تو ہندوستان کے باشندے ایک ہی سال میں حقیقۃً قوت سے انگریزوں کے جنگی بیڑے میں کئی ڈریڈ ناٹوں کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ ایسی مفید اور سہل الحصول تدبیر ہے۔ کہ بغیر کسی خاص کوشش کے اور بغیر باری کے کروڑوں روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اگر ضرورت ہے۔ تو صرف اس بات کی۔ کہ تمام باشندگان اور خصوصاً مسلمانان ہند اس تجویز پر پورے استحکام وسرگرمی سے عامل ہوں۔" (زمیندار ۷ نومبر ۱۹۱۱ء)

اب اس میں شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں رہی کہ "مولانا" ظفر علی خاں اور اُن کے فرزند اختر علی خاں... انگریزوں کے پرانے مدح سرا اور ثنا خواں ہیں اور اس درجہ جان نثار ہیں- کہ ایک وقت میں ان کی سلطنت کو دوام بخشنے کی خاطر یہ اپنا ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار تھے۔ "مولانا" کی ایسی کوئی شہری اور دینی مصلحتیں کارفرما تھیں۔ یا وہ خلوص نیت سے سرکار برطانیہ کے دائرہ خیر رکھتے تھے ہمیں اس سے مطلب نہیں۔ بہر حال کچھ بھی تھا۔ "مولانا" وہ نہیں تھے- جس کا وہ روپ بدل بدل کر گرگٹ کی طرح رنگ تبدیل کر کر کے اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کا جواب "مولانا" کے پاس اگر "مصلحت" کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو پھر مولانا بتائیں۔ کہ آج الحاج خواجہ ناظم الدین اور ان کی حکومت کو "سابق شاہ فاروق" کا حشر یاد دلانے اور اس طرح اپنی ہی حکومت کو دھمکیاں دینے میں کون سی مصلحت کار فرما ہے۔